URDU Gif Format

کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ومنزہ ہے

سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح

۱۳۰۷ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

سُبحٰن السُّبُوح عن کذب عیب مقبوح

(کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالٰی کی ذات پاک ومنزّہ ہے)[۱۴]

مسئلہ ۲: ازابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری ازمیرٹھ بالائے کوٹ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین دربارۂ مسئلہ امکانِ کذب باری تعالٰی جس کا اعلان تحریری وتقریری علمائے گنگوہ ودیوبند اوران کے اتباع آج کل بڑے زورشور سے کررہے ہیں، تحریراً کتاب "براہینِ قاطعہ" میں کہ مولوی خلیل انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی، جس کی لوح پرلکھا ہے: "بامر حضرت چنین وچناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی" اورخاتمہ پران کی تقریظ بایں الفاظ ہے:

"احقرالناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا، الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعت نورعلم اور فسحتِ ذکاء وفہم پر دلیل واضح، حق تعالٰی اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین ومعمول عاملین فرمائے۔[۱]" (ملخصاً) جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف ان کی ہے، صفحہ ۳ پریُوں مکتوب ہے: "امکانِ کذب کا مسئلہ اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

---

[۱] براہین قاطعہ خاتمہ کتاب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۲۷۰

نام ونشان نہیں، ثبوت لیجئے اگر اس کے مذہب میں کذبِ الٰہی ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدمِ کذب باعثِ مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناعِ ذاتی کا پتہ نہیں، مثلاً جس کا منہ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں اور اس وجہ سے وُہ جھوٹ نہ بول سکے تو پُر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر، اگر بالفرض امتناع ہے تو اس عارض کی وجہ سے تو نہ ہوا مگر امتناع بالغیر امام نجدیہ اسے بھی مانعِ مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقۃً کہا تھا "ممتنع بالغیرست" (کذب باری تعالیٰ ممتنع بالغیر ہے۔ ت) صاف کہا ہوتا "اصلاً از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد" (امتناع بالغیر سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ت) اے حضرت! دُور کیوں جائیے پہلی بسم اللہ اخرس وجمادہی کی نظیر لیجئے بھلا اخرس تو انسان ہے، جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں صرف محال عادی ہے کتبِ حدیث دیکھئے بطور خرقِ عادت ہزار بار پتھروں جمادوں سے کلام واقع ہُوا اور ہزارہا بار ہوگا قریب قیامت آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا، جب اہلِ اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر وحجر مسلمان سے کہیں گے اے مسلمان آ، یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ اسی طرح سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقالوا لجلودھم لِمَ شہدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ۔[1]

کافر اپنی کھالوں سے بولیں گے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں گی ہمیں اس اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔

اگر کلام جماد واخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم، تو وقوع نے ظاہر کردیا کہ صرف خلافِ عادت ہے، جب وقوعِ کلام ثابت اور ان کے استحالہ کذب پر ہرگز کوئی دلیل عقلی نہ شرعی، تو یقیناً اس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی، اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدمِ کذب مفیدِ مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل میں مدح ہے، تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس وجماد میں کیسا عدم تھا جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا، زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالہ شرعی بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور مُلّا ئے بیباک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا، العظمۃ للہ! اگر لازمِ قول قول ٹھہرے تو اس سے بڑھ کر کفرِ جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا، اہلِ بدعت خصوصاً نجدیہ کہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۱/۲۱

یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو ٹکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر و شرک پہلے، اگر جزؤ سیئۃ سیئۃ مثلہا[1] (اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔ ت) کی ٹھہرے تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوٰی کفر نہ دیتے، مگر الحمدللہ یہاں ادفع بالتی ھی احسن[2] (برائی کو بھلائی سے ٹال۔ ت) پر عمل اور کلمۂ طیبہ کا ادب پیشِ نظر ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں، والحمدللہ رب العالمین۔

تازیانہ ۲۹: اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہوسکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزومِ ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنا لازم آئے اور انتفائے حکمت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات مگر ان حضرت کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب و منقصت ہے اور وہ تمام عیوب و نقائص کو ممکن مان چکا پھر کس منہ سے کہتا ہے کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی، الحمدللہ اہلِ بدعت کے بارے میں اس طرح سنتِ باری تعالٰی ہے کہ انھیں کے کلام سے انھیں کے کلام پر حجت و الزام قائم فرماتا ہے ع

ومنھا علی بطلانھا لشواھد

(ان میں سے ان کے بطلان پر شواہد موجود ہیں۔ ت)

سچ کہا ہے:

دروغ گو را حافظہ نباشد

(جھوٹے شخص کا حافظہ نہیں ہوتا۔ ت)

تازیانہ ۳۰: اقول سبحان اللہ! ہم یہ ثابت کررہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز و وقوع ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا ہے، امام و ماموم، خادم و مخدوم سارا طائفہ ملوم کذبِ الٰہی کو واقع اور موجود گا رہا ہے، صراحۃً کہتے ہیں کہ کذب مقدور اور بلاشبہہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم، کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس و العشرین (جیسا کہ اس پر ہم نے چھبیسویں دلیل میں اشارہ کیا ہے۔ ت)، اور امام الطائفہ نے توصاف بتادیا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتبِ عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاہر تصریحیں

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۴۰

[2] " " ۴۱/ ۳۴

ہر طرح بالاجماع محال ہے پھر تمھارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالف اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا، ہاں یہ کہ اس کی اور ساتھ لگے تمھاری عقل و دیانت کا کام تمام ہُوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہے کام ہو جانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھٹی اور امام بیچارے کی بات بھی نہ بنی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم　　　حبک الشئی یعمی و یصم

(تجھے شَی کی محبت اندھا اور بہرہ کر دے گی۔ ت)

؎ ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

بہک گئے دینِ حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل (کہنے والے نے سچ کہا۔ ت) ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم　　　سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب قوم کا رہنما کوّا ہو تو اس کو ہلاکت والے راستہ ہی کی رہنمائی کرے گا۔ ت)

الحمدللہ! یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجت رابعہ میں وجہ[11] ۲ و وجہ[12] ۳، حجت سادسہ میں ثانیاً[13]، حجتِ تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً[14] ثالثاً[15] رابعاً[16]، بالجملہ کے بعد عبارت[20] امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام امام حلبی[21]، یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انھیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو بائیسواں[22] تازیانہ تسجیل جلیل کا ہُوا، اُوپر کے سَو ملا کر ایک سَو بائیس[122] کوڑے، انھیں جمع رکھئے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری، اب وقت وہ آیا کہ ادھر عطف عنان کروں اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم دھروں،

واللہ الھادی و ولی الایادی والصلوٰۃ علی حبیبہ سراج النادی۔

رہنمائی فرمانے والا اللہ ہے اور وہی مدد کا مالک ہے اس کے محبوب پر صلوٰۃ و سلام ہو جو مجلسِ کائنات کے چراغ ہیں۔ (ت)

خاتمہ تحقیق حکمِ قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللھم اغفروقنا الضلال والکفر (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں اے اللہ! ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں گمراہی اور کُفر سے محفوظ فرما۔ ت) جانِ برادر! یہ پُوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا ہے اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے، یہ پُوچھ کہ امام و ماموم پر ایک جماعتِ ائمہ کے نزدیک

کتنی وجہ سے کفر آتا ہے، حاشَ للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا اُن مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ[1] کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الّا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہوجائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی (اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ ت) مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہِ علماء کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کُفر لازم، والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم (دائمی فضل والے اللہ کی پناہ۔ ت) میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خوابِ غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوالِ باطلہ کی شناعتِ بالغہ انھیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سورہی ہو، گلّا دُور پہنچا، سُورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمھارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹّا اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمھاری بیجا ہٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلّے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنھیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمھاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہوکر اپنے خاص گلّے میں تمھارا آنا نہیں چاہتے ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وُہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمھیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وُہ[1] بھی تمھاری طرح اس گلّے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیے[2] نے جب سے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹّی بنالیا اب وُہ بھی اِسے دُتّے کی خیر مناتا اور بھُولی بھیڑوں کو لگا کرلے جاتا ہے، لہٰذا اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو ان گرگ ونائبِ گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو، اے رب میرے ہدایت فرما، آمین!

---

[1] یعنی امام الوہابیہ ۱۲

[2] یعنی شیطان ۱۲

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سیدالعالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے،

ادامه الله لنا حتی نلقاه به یوم القیام وندخل به بفضل رحمته دار السلام آمین!

اللہ تعالٰی اس پر ہمیں دوام عطا فرمائے حتی کہ ہماری روزِ قیامت آپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملاقات ہو اور اللہ تعالٰی اپنی رحمت سے دار السلام میں آپ کے ساتھ داخلہ عطا فرمائے۔ (ت)

اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنٰی شک لانا کفر،

اعاذنا الله منه بحفظه العظیم ورحم عجزنا وضعفنا بلطفه الفخیم، انه هو الغفور الرحیم آمین، آمین اله الحق آمین!

اپنے حفظِ عظیم سے اللہ تعالٰی ہمیں اپنی پناہ عطا فرمائے اور ہمارے عجز اور کمزوری پر لطفِ عظیم سے رحم فرمائے، وہی غفور رحیم ہے، آمین، آمین اے معبودِ برحق آمین! (ت)

پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے، لزومی و الالتزامی۔ التزامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نامِ کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوٰی کرے۔ کفر التزامی کے یہ معنی نہیں بلکہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جُہّال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں، بلکہ اس کے یہ معنٰی کہ جو انکار اس سے صادر ہُوا یا جس بات کا اس نے دعوٰی کیا وُہ بعینہٖ کفر و مخالف ضروریاتِ دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزاتِ انبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حضور ہادیٔ برحق صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبتِ اسلام و ہمدردیٔ قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے، قاتلهم الله انی یؤفکون¹ (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت)۔ اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآلِ سخن و لازمِ حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروریِ دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت جناب صدیقِ اکبر و امیر المومنین حضرت جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انکار کرنا کہ تفضیل

---

¹ القرآن الکریم ۹/۳۰ و ۶۳/۴

جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعًا کفر، مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافتِ صدیقی و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآل مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدمذہبی و ضلالت و گمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العلمین (اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)، امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

من قال بالمآل یؤدی الیه قوله ویسوقه الیه مذهبه، کفّره، فکانهم صرحوا عنده بما ادی الیه قولهم، ومن لم یراخذهم بمآل قولهم ولا الزمهم موجب مذهبهم لم یراکفارهم قال لانهم اذا وقفوا علی هذا، قالوا لانقول بالمآل الذی الزمتموه لنا، ونعتقد نحن وانتم انه کفر، بل نقول ان قولنا لایؤل الیه علی ما اصلنا، فعلی هذین الماخذین اختلف الناس فی اکفار اهل التاویل، والصواب ترك اکفارهم[1] اھ ملخصًا۔

جس نے اس مآل کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا قول مؤدی تھا، جس کی طرف اس کا مذہب چلا جاتا ہے تو اس نے اس کی تکفیر کی، گویا اس نے ان کے مؤدی قول کو سمجھا ہے اور جنھوں نے ان کے مآل کو نہ دیکھا اور نہ ان کے تقاضا مذہب کا لزوم دیکھا انھوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے کہ جب وہ اس سے آگاہ ہوگئے تو انھوں نے کہا ہم اس مآل کا قول نہیں کرتے جو تم نے ہم پر لازم کردیا ہے اور ہم اور تم دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مآل ہی نہیں، ان دونوں ماخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں لوگوں کا اختلاف ہوا اور درست رائے یہی ہے کہ ان کے کفر کا قول نہ کیا جائے اھ ملخصًا (ت)

جب یہ امر ممہد ہولیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں اس نے تو صرف انھیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزومی کی سات اصلیں تیار کیں جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر، والعیاذ باللہ العلی الاکبر۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ بیروت ۲/ ۲۷۸

سے تھا، پھر یہ خود اس سے بچ کر کہاں جاتے کہ کردکہ نیافت کما تدین تدان[۱] (جو کیا تھا نہ پایا، جو کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ت) ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را   چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

(تم نے دیکھا نہیں کہ پروانہ کا خونِ ناحق شمع کو اس طرح امان نہیں دیتا کہ رات کو سحری کردے۔ت)

کذٰلك العذاب ولعذاب الاٰخرۃ لو کانوا یعلمون[۲]۝ اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطان بجاہ حبیبك سیدنا محمد سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ شرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شرِ شیطان سے ہمیں محفوظ فرما بوسیلہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جو انس وجن کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر شرف وکرم ہو آمین والحمد للہ رب العالمین۔(ت)

ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اور گزرے تھے پچھتر ہوئے کہ ایک جماعتِ ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھئے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلئے ان میں دیوبندی[ع] تقلید نے تو دیو بندگی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

ع تنبیہ ضروری: واقف منصبِ افتاء جانتا ہے کہ مفتی سے جب کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناعتوں کا اظہار، قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی وجاہل ہو کہ اتمامِ جواب و احکامِ صواب اسی پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابلِ مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر ومتبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رَدِّ بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہینِ قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد ورنہ کلامِ فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر مصروف ۱۲ منہ۔

---

[۱] کنز العمال بحوالہ عد عن ابن عمر حدیث ۴۳۰۳۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/۷۷۲

[۲] القرآن الکریم ۶۸/۳۳

یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزامِ کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انھیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابلِ التفات اہلِ علم نہیں تاہم معرض بیان میں سکوت نامحمود لہذا بطور اجمال تعرض مقصود،

قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے، **اقول** یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز و وقوعی ہوا جیسا کہ تمھارے امام کا مشرب، تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون[1] (یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ت) میں داخل ہونا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح و انجلا جاری جنھیں بحمداللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی پوری ذمہ داری سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے اور جب نہ قائم کرسکے تو واضح ہوجائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطرداریِ عوام کے لئے ہے بھی آخر اس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چرا چھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں،

اللھم انی اعوذبک من اضلال الشیاطین، والعیاذ باللہ رب العلمین۔	اے اللہ! میں شیطان کی گمراہی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اللہ رب العالمین کی پناہ ہے (ت)

قولہ مگر بول سکتا ہے، **اقول** انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفٰی بہ اثما مبینا[2] (دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ۔ت)

قولہ بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے، **اقول** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرارہم کے نزدیک محال عقلی مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے:

امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالٰی عقلا[3] اھ ملخصاً۔	مومن مطیع کے عذاب کا ممتنع ہونا ہم ماتریدیہ کا مذہب ہے کیونکہ یہ نقص ہے جو اللہ تعالٰی پر محال عقلی ہے، اھ، ملخصاً۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۰

[2] " " ۴/ ۵۰

[3] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الباب الاول فی الحاکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۶

اور امام نسفی وغیرہ[عہ۱] بعض علماء نے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا، امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں:

صاحب العمدۃ اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلاً[1] | صاحب عمدہ کا مختار یہ ہے کہ کفر سے عفو عقلاً جائز نہیں۔ (ت)

اس قائل سے پُوچھئے انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنھوں نے کبھی اطاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذاللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی مانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علماء سے اپنا حکم پُوچھ دیکھئے اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا اور ممتنع بالغیر وہی جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن۔ اب وُہ غیر کیا ہے، یہی لزوم کذب باری عزوجل، تو آپ ہی کی دلیل[عہ۲] سے ثابت ہُوا کہ کذب باری محال ذاتی ہے۔ اے ذی ہوش!

عہ۱ طرفہ یہ کہ وُہ ردالمحتار جس سے مدعیانِ جدید اس مسئلہ میں جہلاً متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح ومعتمد قرار دیا،

حیث قال لکنه مبنی علی جواز العفو عن الشرك عقلا وعلیه یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید، وقد علمت ان الصحیح خلافه فالدعاء به کفر لعدم جوازه عقلا وشرعا[2] | انھوں نے کہا یہ اس پر مبنی ہے کہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہے اور خلف وعید کا قول بھی اسی پر مبنی ہے اور آپ جان چکے صحیح قول اس کے خلاف ہے لہذا اس کا دعوٰی کفر ہے کیونکہ اس کا جواز نہ عقلاً ہے نہ شرعاً۔ (ت)

اور اسی طرف اس کے ماخذ حلیہ کا کلام ناظرہ،

کما لایخفی علی من طالعه بامعان النظر واللّٰه الموفق ۱۲ منه رضی اللّٰه تعالٰی عنه۔ | جیسا کہ مخفی نہیں ہر اس شخص پر جس نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

عہ۲ فان قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ایضا | اگر یہ اعتراض کریں یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ یہ بھی محال لغیرہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] المسایرہ مع المسامرۃ الرکن الرابع فی السفیہات المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۲۵۵

[2] ردالمحتار مطلب فی خلف الوعید الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

ورودِ نص کے سبب خلافِ منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذبِ الٰہی کو مستلزم، شرح عقائد میں ہے:

لووقع لزم کذب کلام اللّٰہ تعالٰی وھو محال[1]

اگر وقوع ہو جائے تو اللہ تعالٰی کے کلام کا کذب لازم آتا ہے جو محال ہے (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال اللّٰہ تعالٰی: لایکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا، وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الی امتناعہ سمعًا وان جاز عقلا ای والالزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ[2]

اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر، اسی نص کی بنا پر ان اشاعرہ میں سے محققین اس طرف گئے ہیں جو اسے عقلاً جائز سمجھتے تھے کہ شرعاً محال ہے اگرچہ عقلاً جائز ہے یعنی ورنہ اللہ تعالٰی کی خبر کے خلاف وقوع لازم آئے گا۔ (ت)

سبحان اللہ! یہ تو عقل وفہم اور الٰہیات میں بحث کا وہم، قولہ تو کسی کا اجارہ نہیں **اقول** یوں تو تم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

محالا لغیرہ وذٰلک الغیر المستحیل بالذات شیئا اٰخر قلت لم لایجوزان یکون ھذا ھو ذٰلک الغیر المحال بالذات ولاجلہ صار ملزومہ محالا بالغیر فان تشبثت باحتمال تشبثنا باٰخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لانک مستدل بھذا الدلیل علی امکان الکذب اما مدعیا واما غاصبًا فکیف یکفیک عسٰی ولعل ۱۲ منہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

ہو اور یہ غیر جو محال بالذات ہو دوسری شئ ہے میں کہوں گا یہ کیوں جائز نہیں کہ یہ غیر محال بالذات یہی ہو اور اس کی وجہ سے اس کا ملزوم محال بالغیر ہو اور اگر تم کسی اور احتمال سے استدلال کرو تو ہم مصیب اور تم خاطی ٹھہرو گے کیونکہ تم نے اس دلیل سے امکان کذب پر استدلال کیا تو تم یا تو مدعی ہو یا غاصب اب تمہارے لئے شاید یہ ہو امید ہے کہ ہو، کیسے کام آسکتا ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۷۱

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر معنی قربیا لباری من مخلوقاتہ وبعدہ عنہم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۷

ہمہ ممکنات اند[1] اھ ملخصاً۔

لذاتہ ہو جائے کیونکہ اس کے تمام معلولات ممکن ہیں اھ ملخصاً (ت)

اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اس نے خواہی نخواہی ذرا سی بات کو بیگھوں میں پھیلایا ہے تمھاری مقدس سمجھ میں نہ آئے تو اسی کا دوسرا بیان مختصر سنو، اسی یکروزی میں لکھتا ہے:

اگر مقصود این ست کہ از وقوع ممکن ہیچگونہ محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الیٰ ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس ایں مقدمہ ممنوع ست چہ بریں تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم و عدم ہر موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی[2]۔

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع ممکن سے کوئی محال لازم نہیں آتا، نہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور نہ امور خارجی کے اعتبار سے، تو یہ مقدمہ ممنوع ہے کیونکہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر معدوم کا وجود اور ہر موجود کا عدم محال ہو کیونکہ یہ محال کو مستلزم ہے یعنی علم ازلی میں کذب۔ (ت)

دیکھو باوجود امکان ملزوم لازم کو محال مانتا ہے، پھر تمھاری جہالت کہ تعذیب مطیع و عفو کافر کے امکان سے امکانِ کذب پر استدلال کرتے ہو، غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے جسے دیو جہالت کی بند و قید میں کبھی علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو، واللہ الھادی، خیر یہ تو وہ تھے جنھوں نے تقلید امام سے تجاوز نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید، انھوں نے بیشک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار افکار ہدیۂ انظار فحول نظار کیں یعنی یہی جواز خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزوم کفر کی تین وجہیں اور بڑھیں؛

اوّلاً وہ وجہ ہائل کہ تمام مقلدینِ امام طائفہ کو عموماً شامل یعنی یہ اس کے قول مذکور و جمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بیشک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزومِ کفر سے حصہ پائے۔

ثانیاً ان حضرت نے جواز خلف بمعنی کذب ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائز و قوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں، تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمہ دین کا مذہب جانا اور اسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو بیجا بتایا اور اس سے تعجب کار جہلا ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۵ و ۱۶

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۱۶

سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول؛

اوصدّق کلام اھل الاھواء اوقال عندی کلامھم کلام معنوی اومعناہ صحیح الخ۔

یا وُہ تصدیق کرے کلامِ اہلِ بدعت کی، یا کہے میرے ہاں ان کا کلام با مقصد ہے، یا کہے اس کا معنی درست ہے الخ (ت)

فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں ذکر کی واللہ الموفق۔

ثالثاً الحمدللہ کہ علمائے اہلسنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور ان کے بہتانی خیالوں، شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرآ کرنے والے مگر ان کی قوتِ واہمہ نے جو انھیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، ائمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز و قوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے تو وہ تراشیدہ علما ساختہ ائمہ (جن کا ان جہال کے وہم و خیال کے سوا کہیں وجود نہیں) قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے۔ اب انھوں نے ان وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانا بلکہ مشائخ دین و علمائے معتمدین مانا تو خود ان پر کفر و ارتداد لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں:

الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاری والیھود وکل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیرھم اوشك، قال القاضی

یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصارٰی یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کا فر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی

ع حمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین نکفرھم ببدعتھم قلت وھو کما افاد ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ فلیتنبہ ۱۲۔

علامہ ابن حجر اہل ہوا سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جنھیں ان کی بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں بات وہی ہے جو انھوں نے کہی اسے یہ حوالہ اس قول پر صحیح نہیں جو مطلقاً ہر بدعت کو کفر کہتے ہیں کیونکہ گفتگو اس کفر میں ہو رہی ہے جس پر اتفاق ہو اسے یاد رکھ ۱۲ (ت)

ل اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل کفر متفق علیہ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۷۱/۳

ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرھم فمن وقف فی ذٰلک فقد کذب النص و التوقیف اوشک فیہ، والتکذیب والشک فیہ لایقع الامن کافر[1]

ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وُہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اسی میں ہے:

یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام اووقف فیھم او شک اوصحح مذھبھم وان اظھر الاسلام واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذٰلک[2] اھ ملخصًا۔

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کرچکا اھ ملخصًا۔

آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نامہتدی ورشید پر ایک سو بائیس کوڑے اوپر چوڑے اور ان کے امام کا وبال انھیں کب چھوڑے کہ یہ آخر اسی کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد، معہذا جب ضرب الغلام اھانۃ المولٰی (غلام کی ضرب مولٰی کی اہانت ہے۔ت) تو ضرب المولٰی اھانۃ الغلام (مولٰی کی ضرب غلام کی اہانت۔ت) بدرجۂ اولٰی بہرحال یہ چھتّر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے، ان کے حصے میں بھی یقیناً جڑے، کُل ایک سو ستانوے ہوئے اور تین خاص ان کے دم پر سوار تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پُورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھار،

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون[3]

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وُہ جانتے۔(ت)

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام "سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح" رکھا یونہی

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاولین المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/۲۷۰

[2] " " " " فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر " " " ۲/۲۷۱

[3] القرآن الکریم ۶۸/۳۳

ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب "دوصد تازیانہ برفرق جہول زمانہ" رکھوں بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذٰلك اقول (اس میں میں نے کہا۔ت) ؎

نکفر فوق کفر فوق کفر   کان الکفر من کثر و وفر

کماء اٰسنٍ فی نتن دفر   تتابعَ قطرة من تعب کفر[1]

(کفر ہر کفر سے بڑھ کر کفر، ہر کثیر سے بڑھ کر کثیر، جیسا کہ کھڑا پانی بدبو دار پانی ملنے سے خوب بدبودار ہوجاتا ہے۔ت)

معاذ اللہ! اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے،

وھو الجواب وبه یفتی وعلیه الفتوٰی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السداد۔

جواب یہی ہے، اس کے ساتھ فتوٰی دیا جاتا ہے اور اسی پر فتوٰی ہے، یہی مذہب اور اسی پر اعتماد ہے، اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔(ت)

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں،

انه یصیر مرتدا علٰی قول جماعة وکفٰی بھٰذا خسارا[2]۔

وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران و زیان میں بس ہیں۔

والعیاذ باللہ خیر الحافظین (اور بہتر حفاظت کرنے والے کی پناہ۔ت)

پھر جب کہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہوگئے تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صاف تصریح کریں ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے۔ بحرالرائق میں بزازیہ و جامع الفصولین سے ہے،

لواتی بالشھادتین علی وجه العادة لم ینفعه مالم یرجع عما قال[3]۔

اگر معمول کے مطابق وہ کلمۂ شہادت پڑھے تو اسکو وہ نافع نہیں جب تک وہ اپنے قول سے رجوع نہ کرے(ت)

---

[1] الدیوان العربی الموسوم بساتین الغفران فی الرد علی القائلین بامکان کذب اللہ الخ رضا دارالاشاعۃ لاہور ص۱۹۲

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۶۲

[3] بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۸

اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں۔ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية[1] رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنه۔

جب تُو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔ (اسے امام احمد نے کتاب الزہد میں، طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند صحیح سے ہمارے اصولوں کے مطابق حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ پھر علامہ علائی شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح[2]

جو بالاتفاق کفر ہو اس سے اعمال، نکاح باطل ہوجاتے ہیں تمام اولاد، اولادِ زنا قرار پاجاتی ہے اور جس میں اختلاف ہو وہاں استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کروایا جائے گا۔ (ت)

پس اگر مولٰی سبحانہ وتعالٰی ہدایت فرمائے اور اس کے کرم سے کچھ دُور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں اور علانیہ رب العالمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین[3] تمھارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہوجائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں کہ نماز اعظم عباداتِ ربِ بے نیاز ہے اور تقدیم وامامت ایک اعلٰی اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوہین، نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق وتفصیل اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم وکذا

یعنی فاسق و بدمذہب کی امامت مکروہ تحریمی

---

[1] المعجم الکبیر حدیث معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹
الزہد الکبیر حدیث ۹۵۴ دار القلم کویت ص ۳۶۴
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی ۱/ ۳۵۹
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵

المبتدع[1] اھ ملخصاً۔ قریب بحرام ہے اھ ملخصاً۔

جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم ولله الحکم والیه ترجعون ۰ والحمد لله رب العٰلمین
(اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ت)

التماس ہدایت اساس: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری وبحکم دستور تعصب خودسری اگر بعض سلیم خاطریں شرمائیں گی، قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمائتیں ہمت پر آئیں گی وحسبنا الله ونعم الوکیل، نعم المولٰی ونعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر کفالت فرمانے والا ہے۔ت) یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما اعظکم بواحدۃ[2] (میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ت) حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول کہ چند ساعت کے لئے تعصب ونفسانیت کو راہ بتائیں، مثنٰی وفرادٰی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق وصواب ہو تو للہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشٰی ۰ ویتجنبها الاشقی[3] (عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا۔ت) اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ رہزن عیارہ اور شیطان لعین اس کا معین، ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر والله! واذا قیل له اتق الله اخذته العزۃ بالاثم[4] (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ت) کی آفت سخت شدید، الیس منکم رجل رشید[5] (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ت) خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکان کذب کی تہمت دھرتے ہو، کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو، العظمۃ للہ! ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳-۱۴
[2] القرآن الکریم ۳۴/۴۶
[3] القرآن الکریم ۸۷/۱۰ و ۱۱
[4] 〃 〃 ۲/۲۰۶
[5] 〃 〃 ۱۱/۷۸

بے انصافی! تمھیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے، کیا انصاف ہے، اس پر یہ قہر اصرار بے بلا اعتساف ہے، اے طائفہ حالفہ اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمھیں بتاؤں، میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو، فرض کردم کہ دو سو میں استحالۂ کذبِ الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمھارے خیال اور تمھارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جانِ برادر! احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی، ابطالِ باطل کو ایک اعتراض وافی، نہ کہ دلائل باہرہ اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادبدستی ہوئی، نشۂ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے! ہدایت فرما اور ان لجیلی آنکھوں کو کچھ تو شرما ؎

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول　　　اے کہ دُر ساختہ قطرۂ بارانی را

(اے اللہ! تو میرے آنسوؤں کو حسنِ قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو موتی بنادیتا ہے۔ت)

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصدِ جواب کی ہمت رکھیں ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخت، رفعِ ندامت، فریبِ عوام جواب کے نام کو کہیں، کچھ اعتراض باقی سے اعراض، یہ کلامِ خصم کا رَد نہ کرے گا، الٹا تمھیں پر صاعقہ بن کر گرے گا کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے تو ناحق تکلیفِ خامہ اٹھائی، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلانِ مذہب کا اقرار کیا، للہ کچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو، زنجیرِ تعصب کی قید سے سلجھو، خارزارِ تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمھارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمارے ہمایوں سایہ فگن اور تمھارا تاج وہی بالِ زغن، اے سچے خدا سچ سے موصوف جھوٹ سے نرالے، سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے! اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ امتِ مصطفٰی کو سچی ہدایت نصیب فرما،

صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وسلّٰم وعلٰی اٰلہ وصحبہ وشرف کرمہ ما نجی الصادق وھلك الکاذب ونھی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك الحق و

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اور آپ کے شرف وبزرگی میں مزید اضافہ فرما جو حبیب ہیں جب تک صادق نجات پاتے رہیں، کاذب ہلاک ہوتے رہیں، جنھوں نے تمام کو ازب سے منع فرمایا، تیرا قول حق